سیرۃ

حضرت مُصعبؓ بن عمیرؓ شہیدؓ

(علمبردار بدر و احد)

نظام الدین مغربی

دو روپیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

سیرۃ

حضرت مُصعَب بن عُمَیرؓ

از

سید غلام محمد نظام الدین مغربی

لیکچرار و صدر

شعبۂ تاریخ۔ اندو آرٹس کالج

حمایت نگر، حیدرآباد دکن۔500029 آندھراپردیش

مطبوعہ

حضرت ابوھریرہؓ اکیڈیمی

5-9-106، بیت المدینہ، باغ عام روڈ۔

حیدرآباد دکن 500001 (انڈیا)

دو روپئے سکہ ھند

ایک ریال سعودی

نصف ڈالر (امریکی)

یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حضرت مصعب بن عمیرؓ صحابیٔ رسول اللہؐ۔ غازی بدر۔ شہیدِ اُحد تاریخ اسلام کی اہم ترین شخصیتوں میں سے ہیں۔ وہ عالی مرتبہ بزرگ صحابیؓ عظیم مجاہد عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب رسول اللہ تھے۔ جمیع صحابہ کرام میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کے مرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے اس شہر میں حضورؐ کے خصوصی نمائندے اور آپؐ کے نائب تھے۔ بدر اور اُحد کے اہم معرکوں میں علمبردار تھے۔ آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام قبول کرنے سے بہت پہلے اسلام قبول کیا تھا اور اس دین کی خدمت گزاری میں تادم آخر مصروف رہے۔

بے حد افسوس کی بات ہے کہ آج کی ہماری نوجوان نسل ان بزرگوں کے کارناموں سے قطعی ناواقف ہے جنھوں نے اپنے خون سے دین کے درخت کی آبیاری کی۔ شدید ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور کارناموں کو نوجوان نسل کے سامنے لایا جائے تاکہ

وہ ان بزرگوں کے کارناموں کی روشنی میں اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی کا راستہ پا سکیں۔ چونکہ آج کی نوجوان مسلم نسل اردو زبان سے اچھی طرح واقف نہیں ہے اسی لئے اس کتاب کو بہت ہی سادہ اور عام بول چال کی زبان میں لکھا گیا ہے۔ آج ہر ملک کے مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی اکثریت پر اسٹینڈرڈ آف لیونگ کا بھوت سوار ہے اور وہ کسی اور مسئلہ پر غور و فکر کرنے تیار نہیں حالانکہ ہمیں لاکھوں برس کی زندگی مٹی اور پتھر کے نیچے دبے ہوئے گزارنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے تربیت یافتہ صحابہؓ کی پیروی ہی ہم کو اس لاکھوں برس کی زندگی کے اسٹینڈرڈ کو حاصل کرنے کے قابل بنا سکتی ہے۔

سیرۃ صحابہؓ کے سلسلے میں قبل ازیں سیرۃ حضرت انس بن مالکؓ شائع کی گئی تھی اب سیرۃ حضرت مصعب بن عمیرؓ شائع کی جا رہی ہے اور اس کتاب کی خاطر خواہ قدر دانی ہو تو انشاءاللہ جلد ہی سیرۃ حضرت معاذ بن جبلؓ سیرۃ حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ سیرۃ حضرت زید بن ثابتؓ۔ سیرۃ حضرت سعد بن معاذؓ و اُسید بن حُضیر شائع کئے جائیں گے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ۔

یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء
روز پنجشنبہ

غلام رسول اللہؐ و غلام اصحابؓ رسول اللہؐ

نظام الدین مغربی

سنڈیکیٹ پریس
چھتہ بازار، حیدرآباد۔

شجرہ خاندان حضرت مُصعب بن عُمیر رضؓ

فہر
غالب
لوی
کعب

کعب ← مرہ ← کلاب ← قصی

قصی ← عبدمناف ← ہاشم ← عبدالمطلب ← حضرت عبداللہ ← حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالمطلب ← امیمہ ← زینب بنت جحش (زوجہ محترمہ رسول اللہؐ)، حمنہ بنت جحش (زوجہ مُصعب بن عُمیرؓ)

قصی ← عبدالدار ← عبدمناف ← ہاشم ← عُمیر

کعب ← عامر ← عبد معیص ← حجیر ← عمرو ← وھب ← المضرب ← مالک ← خناس

عُمیر + خناس ← حضرت مُصعب بن عُمیر رضؓ
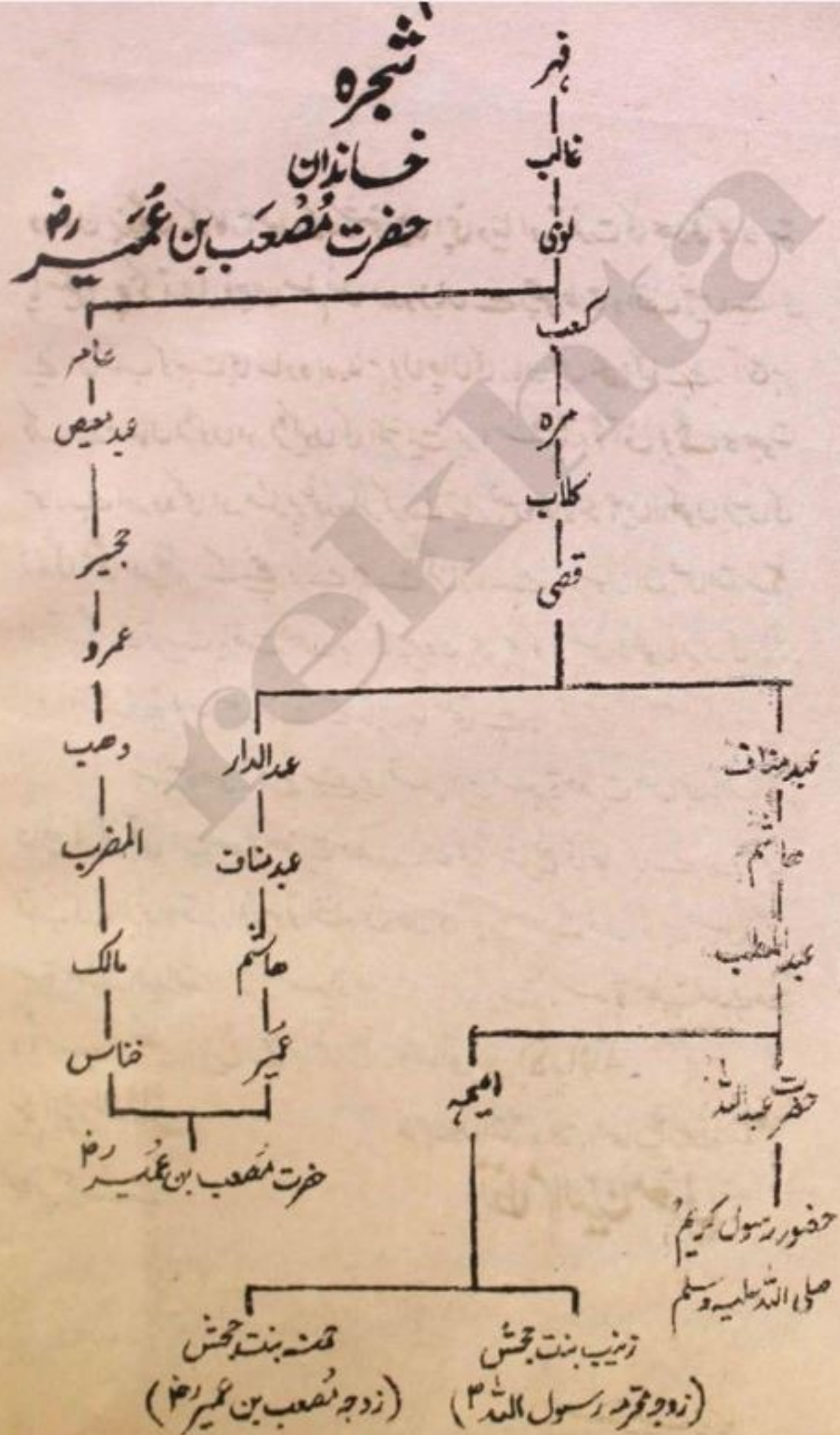
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت نے ۶۱۰ء میں آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو دین کی اشاعت، فروغ اور
استحکام کے لیے حضور کے ساتھ جن اصحاب نے رات دن انتھک جدوجہد
کی ان میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شخصیت بھی ایسی ہی ممتاز اور بلند ہے جیسی
حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ وغیرہ
کی شخصیتیں ممتاز ہیں۔ اسلام کی تاریخ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کے مرتبہ اور
بزرگی کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کے تمام اہم
جہادوں میں بدر اور احد جو اعلیٰ ترین مرتبہ کے جہاد ہیں اور ان میں
حصہ لینے والے صحابہؓ کا مرتبہ دیگر صحابہؓ کی بہ نسبت بہت اعلیٰ و ارفع
ہے۔ ان دونوں اعلیٰ ترین جہاد بدر و احد کی قیادت بہ نفس نفیس خود رسول
کریمؐ فرما رہے تھے اور ان دونوں موقعوں پر رسول کریمؐ کے پرچم بردار علمبردار
حضرت مصعب بن عمیر ہی تھے۔ مدینہ منورہ میں رسول کریمؐ کی ہجرت سے قبل وہ
اس شہر میں نائب رسول اللہ کی حیثیت میں متعین کئے گئے تھے اور تاریخ اسلام
میں سب سے پہلے جس شخصیت نے نماز جمعہ کی امامت کی خدمت انجام دی وہ

امام حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے۔ یہ کس قدر افسوسناک حقیقت ہے کہ موجودہ زمانے
میں ایسے عظیم المرتبت صحابیٔ رسولؐ کو اس ملت محمدیہ نے مکمل بھلادیا۔ مسلمانوں
کی اکثریت ان کے نام سے بھی واقف نہیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ نائب رسول اللہ فی المدینہ قبل الہجرت کا تعلق
عرب کے ممتاز قبیلہ قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے
تھا۔ وہ لگ بھگ ۵۸۵ء میں رسول کریمؐ کے وطن مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے
قریش کے جو نامور ذیلی قبیلے مکہ میں آباد تھے ان میں بنی عبدالدار ایسا ہی
اہم خاندان تھا جس طرح رسول کریمؐ اور حضرت علیؓ کا خاندان بنی ہاشم
بی بی خدیجہؓ اور حضرت زبیرؓ کا خاندان بنی اسد، حضرت ابوبکرؓ کا خاندان
بنی تیم، حضرت عمرؓ کا خاندان بنی عدی، حضرت عثمانؓ کا خاندان بنی امیہ
تھا۔ بنی عبدالدار کو قبل اسلام کے ملکی نظام حکومت میں کئی اہم وزارتیں حاصل
تھیں۔ چونکہ عبدالدار، قصی بن کلاب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اسی لئے
ان کے والد نے ان کو حکومت کے بہت سارے عہدے عطا کئے تھے۔ جو ان
کے دیگر بھائیوں کو نہ مل سکے۔ رسول کریمؐ کے جد اعلیٰ حضرت ہاشم بن عبد
مناف نے اپنے عروج کے دور میں بنی عبدالدار کے ساتھ جنگ کرکے چند
عہدے حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور باقاعدہ جنگ شروع ہونے کے قریب تھی
کہ صلح ہوگئی اور بنی عبدالدار نے بنی ہاشم کو سقایہ اور رفادہ (
حاجیوں کے لئے پانی اور غذا کی فراہمی) کے عہدے دے دیئے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کے والدین بے حد دولت مند تھے۔ اسی لئے

اپنے صاحبزادے کی پرورش بے حد ناز و نعمت سے کی۔ ان کی والدہ خناس بنت مالک بیٹے کو بہت چاہتی تھیں اسی لئے ناز و نعمت سے پرورش کرتی تھیں۔ جب وہ جوان ہوئے تو انتہائی حسین و جمیل اور فیشن ایبل تھے اپنے حسن و فیشن کے سبب مکہ کے نوجوانوں میں یکتا سمجھے جاتے۔ ان کا لباس بے حد قیمتی ہوتا۔ ان کے بال بے حد خوبصورت اور آراستہ رہتے تھے۔ انتہائی باریک کپڑے کا لباس پہنتے۔ اہل مکہ میں سب سے زیادہ عطر و خوشبو استعمال کرنے والے وہی تھے۔ حضرت جوتے جوان دنوں بے حد قیمتی اور مکہ کے نوجوانوں کے لئے باعث رشک ہوتے وہ ہمیشہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پیر میں رہتے۔ حضور نبی کریمؐ ان کا ذکر کرتے تو فرماتے تھے "میںؐ نے مکہ میں مصعب بن عمیرؓ سے زیادہ خوبصورت بال والا، باریک کپڑے پہننے والا۔ اور ناز و نعمت والا کسی کو نہیں دیکھا" حضرت مصعب بن عمیرؓ کی زندگی اسی عیش و آرام سے گذر رہی تھی کہ مکہ کا انقلاب عظیم واقع ہوا۔ یعنی نزول وحی کے تیسرے سال سنہ ۶۱۲ء میں دعوت دین کا عام اعلان فرمایا گیا۔ اس وقت حضرت مصعب کی عمر ستائیس سال تھی یہ زمانہ حضرت مصعبؓ کے انتہائی شباب کا زمانہ تھا۔ دیگر باشندگان مکہ کی طرح انہوں نے بھی حضور کی دعوۃ کو سنا اور اس بات کا بھی مشاہدہ کیا کہ اہل مکہ اسلام قبول کرنے والوں کے ساتھ شدید دشمنی اور ایذا رسانی کا برتاؤ کر رہے ہیں اس کے باوجود وہ اسلام اور رسول اللہؐ کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضورؐ مکہ کے ایک اہم مسلمان

ارقم بن ابی الارقمؓ کے مکان میں دعوت اور تدریس کا کام انجام دیا کرتے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی چپکے سے وہاں پہنچے اور حضورؐ کے ارشادات گرامی کا اثر ان کے دل پر اس طرح ہوا کہ اسلام قبول کیا۔ اور آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی۔ لیکن کافی عرصہ تک اپنے گھر والوں اور خاندان سے اپنا ایمان چھپاتے رہے۔ بہت ہی پوشیدہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ عثمان بن طلحہ نامی ایک صاحب نے ایک دن حضرت مصعبؓ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ ان کی والدہ خناس بنت مالک اور ان کے خاندان بنی عبدالدار کو خبر کر دی۔ ان لوگوں نے حضرت مصعبؓ کو ان تمام ناز و نعمت سے محروم کر کے قید کر دیا۔ وہ کافی مدت تک قید رہے پھر کسی طرح وہاں سے رہا ہونے میں کامیاب ہوئے۔

ان دنوں حضور نے مصیبت زدہ مسلمانوں کو افریقہ کے ملک حبش (ایتھوپیا) ہجرت کر جانے کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ نے ان سے فرمایا بہتر ہو گا کہ تم حبش چلے جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں وہاں حق و صداقت کا راج ہے اور جب اللہ اس تنگی اور دشواری میں جس میں تم مبتلا ہو کشائش عطا فرمائے چلے آنا چنانچہ اصحاب رسولؐ فتنہ کے خوف اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لئے "راہ للہ حبشہ ہجرت کر گئے" اسلام میں یہ پہلی ہجرت تھی جو سنہ ۵ نبوی سنہ ۶۱۴ء ماہ رجب میں شروع ہوئی۔ سب

سے پہلی جماعت جو مکہ سے روانہ ہوئی، گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں
ان میں بھی سب سے پہلے جو مکہ سے بحیرۂ احمر کے ساحل کی طرف روانہ
ہوئے۔ وہ حضرت عثمان غنیؓ اور آپکی زوجہ بی بی رقیہؓ بنت رسول اللہؐ
تھے۔ حسن اتفاق یہ تھا کہ جب یہ اصحاب بندرگاہ پہنچے تو دو تجارتی
جہاز حبشہ جانے تیار تھے جہاز والوں نے سستے کرایہ پر پانچ
درہم فی کس لے کر جہاز پر سوار کر لیا۔ قریش کو اطلاع ملی تو وہ ان
مہاجرین کا پیچھا کرتے سمندر تک آگئے اس وقت جہاز سمندر میں
آگے بڑھ چکے تھے۔ پندرہ مہاجرین کی یہ جماعت حسب ذیل اصحاب
پر مشتمل تھی۔ (۱) حضرت عثمان غنیؓ ۲۔ بی بی رقیہؓ بنت رسول اللہؐ
۳۔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ ۴۔ حضرت زبیر بن عوامؓ ۵۔ حضرت
عبدالرحمن بن عوفؓ ۶۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ ۷۔ حضرت ابو سلمہ بن
عبدالاسدؓ ۸۔ زوجہ ابو سلمہ ام سلمہؓ ۹۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ
۱۰۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ ۱۱۔ حضرت عامر کی زوجہ لیلیٰ بنت خیثمہؓ
۱۲۔ ابو سبرہ بن ابی رہمؓ ۱۳۔ حضرت حاطب بن عمروؓ ۱۴۔ حضرت
سہیل بن بیضاؓ ۱۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ اس جماعت
کے بعد بھی رفتہ رفتہ اور جماعتیں بھی ہجرت کر کے حبشہ پہنچتی رہیں۔ جن
کی تعداد تراسی (۸۳) تک پہونچ گئی۔ چونکہ ان دنوں اسلام
قبول کرنے والوں کی تعداد بہت ہی کم تھی اسی لئے اس جماعت
کے ہجرت کر جانے سے باقی رہ جانے والوں کیلئے خطرہ اور بھی بڑھ گیا

تھا لیکن حضورؐ نے ظلم سے جو لوگ بچ سکیں ایمان کے اس ہجرت کے ذریعہ
نجات پالینے کو غنیمت سمجھا۔ بہر حال حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی اولین جماعت
کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت سے مشرف ہوئے۔ اس واقعہ کے قریب
پندرہ سال بعد مدینہ میں رسول کریمؐ نے بی بی اسماء بنت عمیسؓ سے فرمایا
تھا کہ ایک ہجرت کرنے والوں پر (یعنی صرف مدینہ ہجرت کرنے والوں پر)
دو ہجرت (حبشہ اور مدینہ) ہجرت کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے۔
بی بی اسماء بنت عمیسؓ بھی حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں جو
مکہ سے دوسری جماعت میں اپنے شوہر جعفرؓ بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ
تشریف لے گئی تھیں اور حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی دو ہجرتیں کرنے والوں
میں سے ہیں۔

اس طرح جو مکی مسلمان حبشہ پہنچے اس غیر ملک میں انہیں امن حاصل
ہوا اور وہاں وہ سکون کی زندگی گزارنے لگے۔ مکہ کے اسلام دشمنوں کو
جب ان مہاجرین کی پر امن کیفیت کا علم ہوا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ بادشاہ
حبش نجاشی کے پاس سفارت بھیج کر اس کے ذریعہ ان مہاجرین کو مکہ
واپس لایا جائے۔ چنانچہ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص مکہ سے
قیمتی تحائف کے ساتھ حبشہ بھیجے گئے ان لوگوں نے پہلے درباری
پادریوں سے ملاقات کر کے انہیں تحفے پیش کئے اور ان سے درخواست
کی کہ جب وہ دربار میں پہنچیں تو یہ پادری ان سفیروں کی درخواست قبول
ہونے سفارش کریں اسکے بعد سفراء نجاشی کے دربار میں باریاب ہو کر

تھے پیش کے اور شکایت کی کہ ان کے شہر کے چند بے دین لوگ اس ملک
میں بھاگ آئے ہیں انہیں گرفتار کر کے ان کے حوالے کر دیا جائے۔ نجاشی
نے تمام مہاجرین کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ جب بادشاہ کی طرف سے طلبی
ہوئی سب نے مل کر اتفاق کیا کہ صرف ایک آدمی بادشاہ کے سوالات
کا جواب دے اور سب خاموش رہیں۔ (تاکہ ضرورت سے زیادہ بولنے
کے نتیجے میں کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکل جائے جو ایک دوسرے کی
تردید کرنے والی ہو۔ یا بادشاہ کے شاہانہ مزاج کو ناگوار ہوتے والی
یا خود ان کے اپنے ایمان کو نقصان پہنچانے والی ہو) چنانچہ تمام مہاجرین
نے مل کر حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو اپنا نمائندہ
منتخب کیا اور دربار میں پہنچے۔ نجاشی بادشاہ حبش عیسائی مذہب
کا پیرو تھا اس نے حیرت کے ساتھ مسلمانوں سے سوال کیا "تم
نے عیسائیت یا مورتی پوجا سے ہٹ کر نیا دین کیا نکال لیا" حضرت
جعفرؓ نے جواب دیا۔ اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم
تھے۔ مورتی پوجا کرتے تھے۔ مردار کھاتے، بدکاریاں کرتے، پڑوسیوں
کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، طاقت ور آدمی کمزوروں کو تباہ
کرتے تھے۔ اسی دوران ہم میں سے ایک صاحب پیدا ہوئے۔ جن کی
شرافت، سچائی اور دیانت سے ہم لوگ پہلے ہی سے واقف تھے۔ انہوں
نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔ اور سکھلایا کہ ہم پتھروں کی پوجا چھوڑ دیں
سچ بولیں، خون ریزی سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں پڑوسیوں

کو آرام پہنچائیں۔ نیک اور شریف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں۔ نماز
پڑھیں۔ روزے رکھیں زکوٰۃ دیں۔ ہم ان باتوں پر ایمان لائے۔ شرک
اور مورتی پوجا چھوڑ دی اور تمام برے کام چھوڑ دیا جس پر ہماری قوم ہماری
جان کی دشمن ہو گئی اور ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم پھر اس گمراہی میں واپس آ جائیں
بادشاہ حبش نجاشی نے کہا اللہ کا جو کلام تمہارے نبیؐ پر نازل
ہوا ہے کچھ پڑھو۔ حضرت جعفرؓ نے چند آیتیں سنائیں تو نجاشی کی
آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور کہا یہ کلام اور انجیل دونوں ایک چراغ
کی دو روشنیاں ہیں۔ یہ کہہ کر مکہ کے سفیروں کو ناکام لوٹا دیا کہنے
لگا "تم واپس جاؤ میں ان مظلوموں کو ہرگز واپس نہ دوں گا۔" اب
مکی سفراء نے اپنی ناکامی پر ہتک محسوس کی اور ایک نئی ترکیب نکالی
وہ جانتے تھے کہ مسلمان عیسائیوں کی طرح بی بی مریم کو خدا کی بیوی اور
حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے یہ بات بادشاہ کے علم میں لائی
جائے۔ دوسرے دن وہ پھر دربار میں گئے اور نجاشی سے کہا کہ وہ
حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ان لوگوں کا عقیدہ معلوم کرے۔ بادشاہ
نے مسلمانوں کو پھر دربار میں طلب کیا اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں انکا
عقیدہ دریافت کیا۔ مسلمانوں کے لئے یہ بہت ہی خطرناک وقت تھا۔ ایک
طرف بادشاہ کی ناراضگی کا خوف تھا تو دوسری طرف اپنے ایمان ضائع
ہونے کا امکان۔ اس وقت انہوں نے فیصلہ کیا کہ اپنے ایمان کی بات
کہی جائے چاہے بادشاہ کی ناراضگی کا باعث کیوں نہ ہو۔ اسی لئے

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے سورۂ مریم کی آیتیں پڑھیں جن میں بی بی
مریمؓ کے نیک کردار ہونے، بغیر شوہر انھیں حمل قرار پا جانے اور حضرت عیسیٰؑ
کی پیدائش اور ان کی نبوت کا ذکر ہے۔ نجاشیؓ نے زمین سے ایک کاڑی
اٹھائی اور کہا "تم نے جو بات حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بتائی ہے
حضرت عیسیٰؑ اس سے اس کاڑی کے برابر بھی زائد نہیں" دربار میں جو مذہبی
پیشوا اور عیسائی علماء وہاں موجود تھے اس پر شدید جھلائے لیکن بادشاہ
نے اس کی ناراضگی کی کچھ پروا نہ کی۔ قریش کے سفراء ناکام لوٹا دیئے گئے۔
مہاجرینؓ حبشہ کا بیان ہے "ہم بخیریت حبشہ میں رہے وہاں
بادشاہ نے ہم سے مہربانی کا برتاؤ کیا، ہمیں ہمارے دین کے بارے
قطعی آزادی اور امن حاصل تھا۔ ہم نے اللہ کی خوب عبادت
کی۔ نہ ہم ستائے گئے اور نہ ہم نے کوئی ناگوار بات سنی"۔ چند ماہ بعد
مہاجرین حبشہ کو براعظم افریقہ میں یہ غلط اطلاع ملی کہ تمام اہل مکہ
نے اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول
کر لی ہے اس غلط اطلاع کو صحیح سمجھ کر افریقہ میں مقیم مہاجرین
حبشہ مکہ واپس آ گئے لیکن جب وہ شہر مکہ کے قریب پہنچے تو
اس اطلاع کی غلطی کا احساس ہوا۔ اسی لئے ان میں کوئی بھی علانیہ
طور پر مکہ میں داخل نہیں ہوئے۔ کچھ اصحاب اپنے غیر مسلم
رشتہ داروں کی مدد اور پناہ لے کر داخل ہوئے۔ چونکہ اہل مکہ نے ان واپس

آنے والوں پر شدید ظلم کیا۔ اسی لئے ان میں سے بعض اور کچھ نئے لوگ
ان کے ساتھ پھر افریقہ میں نجاشی اصحمؓ کے پاس چلے گئے۔ البتہ حضرت
مصعب بن عمیرؓ واپس تشریف نہیں لے گئے۔ آپؓ کی والدہ
جو بیٹے کے اس طرح وطن سے دور چلے جانے پر بے حد غم زدہ ہو گئی
تھیں آپؓ کے واپس مکہ تشریف لانے کو غنیمت سمجھا اور آپؓ
کے ساتھ سختی نہیں کی البتہ شہر کے اسلام دشمن آپ کو تکلیفیں دیا کرتے۔
کہا جاتا ہے کہ آپ جب حبشہ سے واپس آئے تو کسی قدر موٹے
ہو گئے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ حافظ قرآن صحابہؓ میں شامل
تھے۔ قرآن مجید جسقدر نازل ہوتا تھا آپ اُسے یاد کر لیا کرتے۔
۱۱ نبوی / ۶۲۰ء میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے
مختلف علاقوں سے آئے ہوئے حاجیوں کے کیمپس میں جا کر اسلام کی
قبولیت اور آپ کے ساتھ حفاظتی اتحاد کی دعوت دے رہے
تھے تو عقبہ نامی مقام پر یثرب کے قبیلۂ خزرج کے چند اصحاب
سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت
فرمایا: "آپ لوگ کون ہیں ــــ؟" ان اصحاب نے جواب
دیا "ہم خزرج کی ایک جماعت ہیں" رسول اللہ نے پوچھا "کیا آپ
لوگ یہود کے موالی ہیں ــــ؟" تو انہوں نے کہا "ہاں" آپؐ
نے فرمایا: "کیا آپ لوگ بیٹھیں گے نہیں کہ میں کچھ باتیں کروں ــــ؟"

انہوں نے کہا بہتر ہے ــــــ ہم بیٹھ جاتے ہیں" چنانچہ آپ نے اپنی
نبوت کا تعارف کروایا۔ قرآن مجید کی آیتیں سنائیں اور اسی بات کی
دعوت دی جو آپ ؐ دیگر قبائل کو دے رہے تھے ــــــ!
اہلِ خزرج پہلے ہی سے اس بات سے واقف تھے کہ
عنقریب ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ شہر یثرب میں جہاں
خزرج آباد تھے یہودیوں کی بہت بڑی آبادی تھی اور جب یہودیوں کے
ساتھ ان کا کوئی جھگڑا واقع ہوتا تو یہودی کہتے ــــــ "ٹھہر جاؤ۔!
بہت جلد ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں ان کا زمانہ قریب ہے
ہم نبی کے ساتھ ہو کر تمہارا اس طرح قلع قمع کر دیں گے جس طرح عاد
اور ثمود کی قومیں ملیامیٹ کر دی گئیں۔"
اب اس موقعہ پر خزرج نے یہ سنا کہ آپ ؐ اللہ کے نبی ہیں
تو فوری چونکے اور آپس میں کہنے لگے بخدا یہ وہی نبی ہیں جن کے مبعوث
ہونے سے یہود ہم کو ڈراتے تھے ــــــ! ایسا نہ ہو کہ یہود ہم
سے پہلے ان کے پاس پہنچ جائیں اسی لئے جلدی کر کے ہم کو ان کے دین
میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا" ہم میں اتحاد و یکتا نہیں ہے۔ باہمی عداوت اور دشمنی کے
سبب ہماری کوئی متحدہ قومیت نہیں ہے۔ ممکن ہے اللہ آپ کی وجہ
سے ہم میں اتحاد پیدا کر دے۔ ہم اپنے قبائل میں واپس جاتے ہیں اور

ان کو آپ ؐ کی دعوت پہنچاتے ہیں اور یہ دین جو ہم نے قبول کر لیا ہے
ان کے آگے پیش کرتے ہیں۔ اگر اللہ نے ان سب کو اس دین پر متحد
کر دیا تو آپ سے زیادہ ہماری نظر میں کوئی معزز نہ ہوگا" اس کے بعد وہ لوگ
جو چھ اصحاب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر، آپ کی نبوت
کی تصدیق کر کے پھر آئندہ سال حج کے موقع پر ملاقات کا ارادہ ظاہر کر کے
یثرب واپس ہو گئے۔ یہ چھ اصحاب :

(۱) حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ ؓ انصاری (۴) حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ انصاری ؓ
(۲) حضرت ابن عفرا عوف بن حارث ؓ انصاری (۵) حضرت عقبہ بن عامر بن نابی انصاری ؓ
(۳) حضرت واقع بن مالک بن عجلان ؓ انصاری (۶) حضرت جابر بن عبداللہ بن رباب ؓ انصاری
تھے۔

یثرب واپس آ کر ان اصحاب نے اپنی قوم سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا
کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو نہ ہوتی ہو۔ دوسرے
سال یثرب کے بارہ اصحاب مکہ آئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے عقبہ میں ملاقات کی حضور ؐ کے ساتھ موالیت یعنی حفاظتی اتحاد کی
بیعت کی اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ یہ بارہ اصحاب حسب ذیل تھے:

(۱) حضرت اسعد بن زرارہ ؓ انصاری (۳) حضرت ابن عفرا معاذ بن حارث ؓ انصاری
(۲) حضرت ابن عفرا عوف بن حارث ؓ انصاری (۴) حضرت رافع بن مالک بن عجلان ؓ انصاری

(۵) حضرت قطبہ بن عامرؓ انصاری
(۶) حضرت عقبہ بن عامرؓ انصاری
(۷) حضرت عبادہ بن صامتؓ انصاری
(۸) حضرت یزید بن ثعلبہؓ انصاری
(۹) حضرت عیاش بن عبادہؓ انصاری
(۱۰) حضرت ابو الہیثم بن التیہانؓ انصاری
(۱۱) حضرت ذکوان بن عبد قیسؓ انصاری
(۱۲) حضرت عویم بن ساعدہؓ انصاری

اس مرتبہ سابقہ چھ اصحابؓ میں سے پانچ اصحابؓ پھر حضورؐ کی ملاقات کے لئے آئے صرف حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کسی وجہ سے تشریف نہ لا سکے تھے ان کی بجائے حضرت ابن عفرا معاذ بن حارث انصاریؓ تشریف لائے تھے۔ ان کے علاوہ مزید چھ اصحابؓ شامل ہو کر کُل بارہ اصحابؓ کا وفد یثرب (مدینہ) سے مکہ آیا تھا۔ یہہ وہ برگزید بزرگ اصحاب تھے کہ جب ساری دنیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے قابل نہ تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی حفاظت کا عہد اور بیعت کئے تھے۔ ایسی صورت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے محبوب لوگ ہوں گے ــــــ؟ اور اللہ تعالیٰ آج تک انھیں کیسے عالی شان انعامات سے سرفراز کر رہا ہو گا ــــــ! اور آج جو کوئی ان کی یاد منائے اور ان کے لیئے ایصال ثواب کرے تو کیا وہ اللہ کے انعامات سے محروم رہ سکے گا ــــــ!

بہرحال حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان محبوب مسلمانوں کا وفد جانے لگا تو حضورؐ سے انہوں نے درخواست کی کہ ان کے ساتھ

حضورؐ کا ایک نمائندہ روانہ کیا جائے تاکہ ان کے شہر والوں کو اس دین کی تعلیم سے واقف کروائے۔ اس وقت حضورؐ نے اپنے اس آئندہ وطن میں اپنی نیابت یا نمائندگی کے لیئے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا۔ یہہ ایک عظیم الشان اعزاز تھا جس کے سبب حضرت مصعبؓ تمام اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں خصوصی عزت اور مرتبہ کے حامل قرار پاتے ہیں۔ مکہ کے اس تاریک ماحول میں طائف کی مہم کی ناکامی کے بعد یثرب (مدینہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے امیدوں کا شہر تھا۔ دین اسلام کی کامیابی کا دارومدار اس شہر کے باشندوں کے اسلام قبول کرنے پر رہ گیا تھا اور اس شہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے یا نائب مقرر ہونا حضرت مصعب بن عمیرؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی بھروسے اور ان کی صلاحیتوں پر حضورؐ کے زبردست اعتماد کو ظاہر کرتا ہے۔ اس وقت کے کل عالم میں صرف دو شہروں میں مسلمانوں کا وجود تھا (۱) مکہ (۲) یثرب (مدینہ) اس وقت مکہ کے مسلمانوں کی قیادت خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اور یثرب کے مسلمانوں کا قائد آپؐ نے حضرت مصعبؓ کو مقرر کیا تھا۔ اس وقت کا کل عالم اسلام صرف دو شہروں پر مشتمل تھا ــــــ دو شہر اور دو قائد ــــــ ایک آقا اور ایک خادم ــــــ ایک رسولؐ ایک صحابیؓ ــــــ!

حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اپنے اس عہدے اور اعزاز کے
لیے خود کو پوری طرح اہل ثابت کر دکھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
مصعبؓ کو ہدایت دی تھی کہ وہ اہل یثرب کو قرآن سنایا کریں۔ اسلام
کی دعوت دیں اور دین کے مسائل سمجھائیں۔ یعنی جو کام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ میں کیا کرتے تھے وہی حضرت مصعب کو مدینے میں کرنا تھا۔
اس اجنبی شہر میں جہاں اہل کتاب کی بھی بہت بڑی تعداد آباد تھی
وہاں کام کرنے کے لیے رسول اللہؐ نے ان کو کس طرح اپنے رنگ میں
رنگ کر روانہ کیا ہوگا اس کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے ——————!
مکہ میں اور بھی صحابہؓ اور اہم صحابہؓ و حافظ قرآن صحابہؓ موجود تھے
لیکن حضورؐ کا حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اس اہم اور نازک خدمت
پر مامور کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کے مرتبے کو
اور اس وقت کے مسلمانوں میں آپ کے مرتبے کو ظاہر کرتا ہے۔ اس
وقت حضرت مصعبؓ کی عمر ستائیس اٹھائیس سال کے قریب تھی۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ جب اس قافلے کے ساتھ یثرب
تشریف لائے تو قبیلہ بنو نجار کے سردار حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہؓ
انصاری کے مکان پر مقیم ہوئے۔ ایک طرف قبیلہ بنو نجار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ بی بی
سلمیٰ بنت زید کا خاندان تھا تو دوسری طرف حضرت اسعد بن زرارہؓ

یثرب کے اولین مسلمان تھے۔ اسی لیے شہر یثرب (مدینہ)
میں اسلام سے متاثر ہونے والا پہلا قبیلہ بھی بنو نجار ہی تھا
اب نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی
اس قبیلے (محلے) میں مقیم ہو کر یثرب کو مدینۃ النبی بنانے کی جد
وجہد میں مصروف ہوئے۔ قبیلہ بنو نجار پر حضرت مصعب کی جدو
جہد کا کیا اثر ہوا اس کا اندازہ اس واقعے سے ہو سکتا ہے:

اس قبیلہ کی ایک خاتون بی بی اُم سُلیمؓ غمیصا بنت ملحان
نے اسلام قبول کیا تو ان کے شوہر مالک بن نضر ان سے سخت ناراض
ہوئے اور اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر مدینے سے باہر چلے گئے پھر
کبھی واپس نہیں آئے۔ اُم سُلیمؓ بالکل بے سہارا ہو گئیں ان کے چھوٹے
چھوٹے بچے انس ابن مالک اور ابو عمیر ابن مالک باپ کی شفقت
سے محروم ہو گئے لیکن ان سارے غموں کو برداشت کرتی ہوئی بی بی
نے اسلام کو نہیں چھوڑا۔ اُم سُلیمؓ غمیصاؓ کی حالت پر ان کے
دولت مند خالہ زاد بھائی ابو طلحہ زیدؓ کو ترس آیا اور ان کو نکاح کا
پیغام دیا۔ گو اس وقت تک مسلمان عورتوں کو غیر مسلم مردوں
کی بیویاں بننے سے منع کرنے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے
بی بی اُم سُلیم غمیصاؓ نے ابو طلحہ کو جواب دیا کہ جو مسلمان نہ ہو وہ
اس کی بیوی نہیں بن سکتی۔ جب حضرت ابو طلحہؓ نے اسلام قبول

کرلیا تو نکاح کے لئے راضی ہوئیں۔ نکاح کے وقت جب حضرت ابو طلحہؓ نے انھیں مہر دینا چاہا تو مہر لینے سے انکار کیا اور فرمایا: "میرا مہر تمھارا اسلام قبول کرلینا ہے۔" یہ وہی زمانہ تھا جبکہ حضرت مصعب بن عمیرؓ نائب رسول کی حیثیت میں مدینہ میں مامور تھے حضرت اسعد بن زرارہ ہر روز حضرت مصعب بن عمیرؓ کو قبیلہ قبیلہ تبلیغ اسلام کے لیئے لے جاتے اور وہ حکمِ رسول اللہ ﷺ کی تعمیل میں لوگوں کو دین کی دعوت پہنچاتے شب و روز بڑی محنت کے ساتھ اسلام پھیلانے میں مصروف رہتے۔ اُدھر مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت مصعبؓ کی کامیابی کے لیئے کیسی فکر رہتی ہوگی ـــــ؟ اور اللہ تعالیٰ سے حضورؐ اپنے نائب کی کامیابی کے لیئے مسلسل دعا کرتے رہتے ہونگے گویا رسول کریمؐ ایک پاور ہاؤز تھے اور حضرت مصعب بن عمیرؓ اس کا کرنٹ تھے۔ اس کرنٹ سے وہ ایک ایک گھر کو بجلی پہنچا کر روشن کررہے تھے۔ اب آنے والے زمانے میں ساری دنیا کو ان قمقموں سے اجالا ملنے والا تھا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر کس طرح دین کے لئے محنت کررہے تھے اس کا اندازہ ذیل کے واقعات سے ہوتا ہے:

حضرت اسعد بن زرارہؓ ایک بار حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے مکانات کی طرف لے گئے۔ اُن دنوں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسید بن حُضیرؓ بنی عبد الاشہل کے سرداران تھے۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ خالہ زاد بھائی ہوتے تھے۔ حضرت اسعدؓ حضرت مصعبؓ کو ساتھ لیئے بنی ظفر کے ایک احاطے (باغ) میں آئے جہاں ایک کنواں تھا دونوں کنوئیں کے پاس بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے آنے کی اطلاع پاکر عبد الاشہل کی اولاد سے تعلق رکھنے والے لوگ وہاں جمع ہونے لگے۔ اسلام کے بارے میں گفتگو ہونے لگی اور تبلیغی اجتماع شروع ہوگیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اُسید بن حُضَیر اس وقت تک مورتی پوجا کرتے تھے۔ حضرت سعدؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت مصعبؓ ان کے محلے میں آئے ہیں تو ان کو بے حد غصہ آیا۔ وہ حضرت اُسید بن حُضَیر کے پاس گئے اور ان سے کہنے لگے "دیکھو وہ شخص یہاں آیا ہے تاکہ ہمارے قبیلے کے کمزور عقیدہ لوگوں کو بے وقوف بناکر ان کا عقیدہ بگاڑدے۔ اسی لیئے اس کے پاس جاؤ اور منع کردو کہ ہماری بستی میں نہ آئے تم جانتے ہو اسعد بن زرارہ میرا قریبی عزیز ہے اگر وہ بیچ میں نہ ہوتا تو مجھے تم سے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ میں خود ہی اس

کا انتظام کر دیتا۔ مگر میں اسعدؓ کی وجہ مجبور ہوں وہ میرا خالہ زاد
بھائی ہے اس لیئے اس کے خلاف قدم نہیں بڑھا سکتا۔"

حضرت اُسید بن حضیرؓ نے حضرت سعد بن معاذؓ کا حکم
سنتے ہی اپنا برچھا اٹھا لیا اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کے اجتماع کی
طرف آئے۔ ان کو آتا دیکھ کر حضرت اسعد بن زرارہؓ نے حضرت
مصعبؓ سے فرمایا: "یہ آنے والا اپنی قوم کا سردار ہے تمھاری
طرف آرہا ہے اس کو مسلمان بنانے کی پوری کوشش کرنا"
حضرت مصعب بن عمیرؓ نے جواب دیا " وہ بیٹھے تو میں اس
سے بات کروں"۔ حضرت اُسید بن حُضیرؓ اس اجتماع کے
قریب آکر پہلے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو گالیاں دیتے رہے
پھر کہا " تم یہاں کیوں آئے ہو۔ تم ہمارے کمزور عقیدہ لوگوں کو
بے وقوف بنانا چاہتے ہو ____؟ یہاں سے
چلے جاؤ ____! پھر سرداری کے زعم میں
کہنے لگے۔ " ہاں اگر تم کو یہاں کوئی ضرورت لائی ہے (یعنی خیرات
یا مدد کی ضرورت ہے) تو بیان کرو ____!" حضرت
مصعب بن عمیرؓ نے جواب دیا " آپ کچھ دیر تشریف رکھیں۔
اگر آپ کو میری باتیں اچھی معلوم ہوں تو قبول فرمائیے ____
اگر پسند نہ آئے نہ مانئے گا" حضرت اُسید نے کہا: "یہ بات معقول

ہے ____! اب انھوں نے کسی قدر شان سے اپنا
برچھا زمین میں گاڑھ دیا اور دونوں کے قریب آکر بیٹھ گئے۔ حضرت
مصعب بن عمیرؓ نے حضرت اُسید بن حُضیرؓ کو کچھ قرآن مجید سنا
کر اسلام کا تعارف کروایا۔ رسول اللہؐ کے نمائندے کی زبان سے کلام
الٰہی اور اسلام کا تعارف سنتے ہی حضرت اُسید بن حُضیرؓ کے چہرے
کا رنگ بدلنے لگا۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ اور حضرت مصعب
بن عمیرؓ بیان کرتے تھے کہ "قبل اس کے کہ وہ کچھ کہیں ہم نے
اس کے چہرے پر چمک اور نرمی کے آثار نمایاں دیکھے" پھر حضرت
اُسید بن حُضیرؓ نے کہا " اس دین میں داخل ہوتے کیا کرنا پڑتا
ہے ____؟" حضرت مصعب بن عمیرؓ نے فرمایا
" غسل کرو۔ پاک کپڑے پہنو ____! اس کے بعد کلمہ
شہادت پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھو"۔

حضرت اُسید بن حُضیرؓ اٹھے، حضرت مصعب بن عمیرؓ
کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کیا۔ جب نماز سے
فارغ ہو گئے تو فرمایا " میرے ساتھ ایک اور شخص ہے
اگر وہ تمھارے ساتھ ہو جائے تو پھر اس کی پوری قوم تمھارے
ساتھ ہو جائے گی کوئی اس سے علیحدہ نہیں رہ سکتا۔ وہ سب
تمھارے ساتھ ہو جائیں گے میں اس کو ابھی تمھارے پاس بھیجتا

ہوں" یہ کہہ کر حضرت اُسید بن حُضیرؓ اپنے قبیلے کی طرف واپس
روانہ ہو گئے۔

جب حضرت اُسیدؓ اپنے قبیلے میں پہنچے تو حضرت سعد بن
معاذؓ اپنے قبیلے کے لوگوں کے ساتھ ایک سایہ بان کے نیچے بیٹھے
حضرت اُسیدؓ کا انتظار کر رہے تھے۔ جب حضرت سعدؓ نے
دور سے حضرت اُسید کو دیکھا تو اپنے قریب بیٹھنے والوں سے
کہا: "اُسیدؓ کے چہرے کی کیفیت اب وہ نہیں ہے جو یہاں
سے جاتے وقت تھی۔ وہ بالکل بدلا ہوا نظر آ رہا ہے" جب حضرت
اُسیدؓ قریب پہنچے تو پوچھا "کیا کر آئے؟" حضرت اُسیدؓ
نے جواب دیا "میں نے ان دونوں سے باتیں کیں مجھے تو وہ قابل
اندیشہ نظر نہیں آتے۔ میں نے ان کو ممانعت کر دی ہے کہ وہ ہماری بستی
میں نہ آئیں اور انہوں نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ تمھارے کہنے کے
مطابق ہی عمل کریں گے۔" مزید حضرت اُسیدؓ نے فرمایا "مگر
مجھے اطلاع ملی ہے کہ قبیلہ بنی حارثہ کے لوگ اسعد بن زرارہؓ کو قتل
کرنے کے لئے آ رہے ہیں چونکہ وہ تمھارا خلیرا بھائی ہے اسی لیئے
اسے قتل کر کے وہ تمھاری ہتک کرنا چاہتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی حضرت سعد بن معاذؓ آگ بگولہ ہو گئے تیزی
سے حضرت اُسیدؓ کے ہاتھ سے برچھا لے کر بنو ظفر کے باغ کی طرف

دوڑے تاکہ حضرت اسعد بن زرارہؓ انصاری کو بنو حارثہ کے حملے سے
بچائیں۔ بنو ظفر میں جب حضرت سعدؓ نے حضرت اسعد بن زرارہؓ
اور حضرت مصعبؓ کو اطمینان سے اپنے تبلیغی اجتماع سے
خطاب کرتے پایا تو ان کی سمجھ میں آ گیا کہ حضرت اُسیدؓ نے
ان کو وہاں بھیجنے کے لیئے ایک چال چلی ہے۔ اب انہوں نے
بھی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو گالیاں دینا شروع کیا اس کے
بعد حضرت اسعد بن زرارہؓ سے مخاطب ہو کر کہا "اے ابو امامہ
اگر تم میرے قریبی عزیز نہ ہوتے تو تم اس بات کی جرأت نہ کر سکتے
کہ ہماری بستی میں ایسی بات پیش کریں جو ہم ناپسند کرتے ہیں۔"
حضرت سعد بن معاذؓ کی اس گفتگو پر حضرت مصعب بن عمیرؓ
نے فرمایا: "اے سردار۔ ذرا تشریف رکھیئے اور ہماری بات سنیئے۔
اگر پسند آئے تو اس کو قبول فرمایئے اور اگر ناپسند ہو تو ہم ایسی
بات اس بستی میں نہیں کہیں گے جو آپ کو ناگوار ہو۔"

حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا یہ بات معقول ہے۔ اپنا
برچھا زمین میں گاڑ کر آگے بڑھے اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کے
قریب بیٹھ گئے حضرت مصعبؓ نے ان کو قرآن مجید کی آیتیں
سنائیں اور اسلام کی ضروری تعلیم سمجھائی۔ دراصل یہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام تھا جو حضرت مصعب بن عمیرؓ

کی زبان سے ادا ہو رہا تھا۔ سنتے ہی حضرت سعد بن معاذؓ کا رنگ
بدلنا شروع ہوا۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ اور حضرت مصعبؓ بیان
کیا کرتے تھے: "قبل اس کے کہ وہ ہم سے کوئی بات کہے اس
کے چہرے کی چمک اور مزاج کے نرم پڑنے سے اسلام کے
آثار ظاہر ہونے لگے۔ پھر اس نے خود ہم سے پوچھا اس دین
میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے ——— ؟"

حضرت مصعبؓ نے فرمایا: غسل کرو۔ اپنے کپڑوں
کو پانی سے پاک کرو۔ کلمہ شہادت (اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ) زبان و دل سے کہو اور دو رکعت نماز
ادا کرو۔ حضرت سعد بن معاذؓ اٹھے۔ اپنے کپڑوں کو دھو کر پاک
کیا۔ غسل فرمائے کلمہ شہادت پڑھ کر دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنا
برچھا اٹھا کر اپنے قبیلے کی بیٹھک کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت سعد بن معاذؓ انصاری اسلام قبول کرنے سے
پہلے اور اسلام قبول کرنے کے بعد دونوں حالتوں میں اپنے علاقے کے
حضرت عمرؓ تھے۔ ان کا یثرب میں وہی رعب داب تھا جو حضرت
عمرؓ کا مکہ میں تھا۔ اسلام قبول کرتے ہی ان کے مزاج میں
وہی جوش پیدا ہوا جیسا کہ حضرت عمرؓ کے مزاج میں پیدا ہوا تھا۔ جب

وہ اپنے قبیلے میں پہنچے تو حضرت اُسید بن حُضیرؓ بھی وہاں ان کا
انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے حضرت سعد بن معاذؓ کو آتا ہو
دیکھ کر وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرمایا "ہم خدا کی قسم کھا کر
کہتے ہیں کہ سعدؓ کا وہ چہرہ نہیں ہے جو یہاں سے لے کر گیا تھا
اس کی صورت ہی پہلے جیسی نہیں" حضرت سعدؓ نے قریب
آ کر لوگوں سے فرمایا: "اے بنی عبدالاشہل میری بات تمہارے
نزدیک کیسی ہے ——— ؟" انہوں نے جواب دیا "آپ
ہمارے سردار ہیں آپ کی رائے ہماری رائے پر افضل ہے اور
آپ ہم سب میں مسعود اور مبارک ہیں" حضرت سعد بن معاذؓ
نے فرمایا "جب تم ایسا سمجھتے ہو تو اب اس وقت تک میں تم سے
بات نہیں کروں گا ——— جب تک کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ
پر ایمان نہ لاؤ ——— !"

حضرت سعد بن معاذؓ کے اس جملے کا اثر یہ ہوا کہ شام تک
تمام بنی عبدالاشہل مرد اور عورتیں سب نے اسلام قبول کر لیا۔
لوگ جوق در جوق بنی ظفر کے باغ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ
اور حضرت اسعد بن زرارہ انصاریؓ کے پاس آئے اور اسلام کی
قبولیت کا اظہار کرتے گئے۔ شام کو حضرت مصعب بن عمیرؓ
حضرت اسعدؓ کے ساتھ ان کے مکان واپس ہوئے۔ اس

طرح روزانہ تیزی کے ساتھ دیگر قبائل میں بھی اسلام کی اشاعت
ہوتی گئی، مدینے کے تین مجاہد حضرت اسعد بن زرارہ رض انصاری حضرت
سعد بن معاذ رض انصاری اور حضرت اُسید بن حُضیر رض انصاری۔ حضرت
مصعب رض کی اس کام میں بھرپور مدد کرتے تھے۔ تینوں انصاری
ایک جہاجر یثرب کی خاص پارٹی بن گئے۔ (جو ھجرت کے بعد بھی
ایک دوسرے سے بڑے پُرخلوص تھے اور رسول اللہ صلعم کو بے حد
محبوب تھے) حضرت سعد بن معاذ رض نے اصرار کر کے اب حضرت
مصعب بن عمیر رض کو قبیلہ بنو نجار میں حضرت اسعد بن زرارہ رض انصاری
کے مکان سے اپنے گھر واقع قبیلہ بنو عبد الاشہل منتقل کروالیا
تھا۔

حضرت اسعد بن زرارہ رض انصاری نے سنہ ۱ھ، حضرت مصعب
بن عمیر رض نے سنہ ۳ھ اور حضرت سعد بن معاذ رض انصاری نے
سنہ ۵ھ میں انتقال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تینوں کی
وفات پر بے حد غم ہوا۔ آپ صلعم نے ان تینوں کی بہت سی فضیلتیں بیان
فرمائی ہیں۔ حضرت اُسید بن حُضیر رض انصاری سنہ ۲۰ھ تک زندہ رہے
عہد رسالت ہی میں۔ ان کی یہ کیفیت تھی کہ جب رات کی تاریکی میں اپنی
لاٹھی لے کر چلتے تو وہ چراغ کی طرح روشن ہو کر راستہ دکھاتی تھی۔

حضرت ابو اسید رض نے بیان کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے
کل محلوں میں بنو نجار کا محلہ افضل ہے پھر اس کے بعد بنی عبد الاشہل کا
پھر بنو حارث بن خزرج کا پھر بنو ساعدہ کا محلہ اور تمام انصار کے محلوں
میں خیر ہے اس حدیث شریف کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے بنو نجار
وہی لوگ تھے جنھوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نائب حضرت مصعب بن عمیر رض کو اپنے پاس ٹھیرا کر اس محلے کو تبلیغ
اسلام کا مدینہ میں پہلا مرکز بنایا تھا۔ یہ وجود مصعب بن عمیر رض کا اثر
تھا کہ اس محلے کو افضلیت حاصل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مکہ میں بیٹھ کر ہر روز حضرت مصعب بن عمیر رض کی طرف توجہ فرماتے
ہوئے اللہ سے مسلسل حضرت مصعب رض کی کامیابی کے لئے دعا کرتے
ہونگے اور بنو نجار کا محلہ کل شہر مدینہ میں انوار الٰہی کا راست نشانہ
بنا ہوگا۔ جب حضرت سعد بن معاذ رض مسلمان ہوئے تو انہوں نے
حضرت مصعب رض کو حضرت اسعد بن زرارہ رض انصاری کے مکان واقع
محلہ بنو نجار سے اپنے مکان واقع بنو عبد الاشہل میں لے آئے اور حضرت
مصعب رض کی اس طرح منتقلی سے دوسرا مرتبہ محلہ بنو عبد الاشہل کو
حاصل ہوا۔ بنو نجار کے محلہ میں آج بھی روضہ مطہرہ نبی کریم صلعم واقع ہے۔
حضور صلعم بھی اسی محلے میں مقیم ہوئے تھے۔

بنی عبد الاشہل کے اسلام قبول کرنے سے یثرب کی اسلامی

جماعت کو بڑی قوت حاصل ہوئی۔ حضرت مصعبؓ روزانہ تبلیغی گشت
کے لئے نکلتے۔ قبیلہ قبیلہ اور گھر گھر جاکر لوگوں کو جمع کرکے تبلیغی
اجتماع منعقد کرتے اور کثیر تعداد میں اسلام کی اشاعت ہونے
لگی۔

جب جماعت اسلامی یثرب میں کافی طاقتور ہوگئی تو حضرت
مصعب بن عمیرؓ نے ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا جو رہتی
دنیا تک آپ کی یادگار رہے گا۔ چونکہ حضرت مصعبؓ نے حبش
میں عیسائیوں کو اتوار کے دن اجتماعی ہفتہ وار عبادت کرتے دیکھا
اور یثرب میں اس وقت یہودیوں کو دیکھ رہے تھے کہ وہ سبت
(یعنی ہفتہ کے دن) کو اجتماعی ہفت روزہ عبادت کرتے ہیں تو آپ
کو بھی خیال ہوا کہ مسلمانوں کے لئے بھی ہفت روزہ اجتماعی عبادت
کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اسی لئے آپ نے حضورؐ کے پاس اپنی
تجویز مکہ روانہ کی۔ حضورؐ نے اس تجویز کو پسند کرتے ہوئے حسب
ذیل جواب روانہ فرمایا:

"اس دن کو دیکھ لینا جس دن یہود اپنے سبت کی وجہ
بلند آواز میں نماز پڑھتے ہیں۔ جب آفتاب ڈھل جائے تو اس
وقت دو رکعت سے اللہ کے قریب ہو جاؤ اور خطبہ بھی پڑھو۔"

اس حدیث شریف سے اس بات کا پتہ بھی چلتا ہے

کہ مسلمانوں کی ہفت روزہ اجتماعی عبادت کے لئے جمعہ کا دن رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر نہیں فرمایا بلکہ یہ دن حضرت مصعب بن
عمیرؓ کا منتخب کردہ ہے۔ حضورؐ نے حضرت مصعبؓ کو صرف اسی
قدر حکم دیا تھا کہ وہ دن یہودیوں کا سبت (ہفتہ) نہ رہے۔ ہجرت
کے دوران حضورؐ نے قبا کے مقام پر نماز جمعہ ادا کرکے اس انتخاب
کی توثیق فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ قرآن مجید میں نازل کرکے
اس دن کی قبولیت کا اظہار فرمایا۔ قیامت تک جتنے لوگ نماز جمعہ
پڑھتے رہیں گے اس کا ثواب حضرت مصعبؓ کو بھی پہنچتا رہیگا۔

اس طرح سنہ ۱ قبل ہجری میں حضرت مصعب بن عمیرؓ نے
حضرت سعد بن خیثمہ انصاریؓ (شہید بدر) کے مکان میں شہر یثرب
(مدینہ منورہ) میں پہلی نماز جمعہ منعقد کرکے اس کی امامت فرمائی۔
اس پہلی نماز جمعہ میں بارہ انصاری مسلمان شریک تھے نماز کے بعد
ایک بکری ذبح کرکے مصلیوں کے لئے دعوت طعام کا بھی انتظام
کیا گیا تھا۔ جب حضرت مصعب بن عمیرؓ مکہ واپس ہوئے تو حضرت
اسعد بن زرارہ انصاریؓ مدینہ میں نماز جمعہ پڑھانے لگے۔ اس وقت
تک کوئی مسجد تعمیر نہیں ہوئی تھی اس لئے کسی نہ کسی انصاری صحابی
کے مکان میں نماز جمعہ ادا کی جاتی تھی۔ حضرت سعد بن خیثمہ انصاریؓ
کا ایک مکان کشادہ تھا اور اس گھر میں عورتیں نہ تھیں اسی لئے

ان کا مکان مردوں کے اجتماع کے کام آتا تھا۔ ہجرت کے موقع
پر بھی عورتوں کے بغیر آنے والے صحابہؓ ابتداء میں ان ہی کے مکان
میں مقیم ہوئے تھے

حضرت مصعب بن عمیرؓ کا ایک اور عظیم الشان کارنامہ یثرب
یا مدینہ کو دارالاسلام میں تبدیل کرنا بھی ہے۔ آپ نے
مسلمانانِ یثرب کو شوق دلایا کہ وہ رسول کریمؐ اور تمام مسلمانانِ مکہ
کو یثرب بلالیں۔ گو اس بات کا واضح ثبوت نہیں کہ آپ نے
انہیں ایسا شوق دلایا تھا یا نہیں ـــــ لیکن جس وفد نے
مدینہ سے مکہ آکر حضورؐ کو معہ مسلمانانِ مکہ مدینہ تشریف لانے
کی دعوت دی تھی اسی وفد کو آپ ہی ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے
تھے۔ ہجرت کا نتیجہ مکہ کے مصیبت زدہ مسلمانوں اور خود حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے لیے جس قدر امن۔ عافیت۔ سلامتی اور اسلام
کے عروج کا باعث ہوا اس کا اجر بھی آج تک اللہ تعالیٰ حضرت
مصعب بن عمیرؓ کو پہنچا رہے ہوں گے۔

چنانچہ ۶۲۲ء میں حج کے موقع پر رسول کریمؐ کو یثرب آنے
کی دعوت دینے بہتر مسلمانانِ یثرب کا ایک وفد مکہ روانہ ہوا۔ حضرت
مصعب بن عمیرؓ بھی ان کے ساتھ تھے۔ تمام ارکان وفد انتہائی خفیہ
طریقہ پر عام غیر مسلم حاجیوں کے قافلے میں شریک ہو گئے اور مکہ پہنچے

پر ان ہی کے پڑاؤ میں شامل رہے البتہ مصعب بن عمیرؓ مکہ کے قریب
پہنچنے پر ان سے علیحدہ ہو کر تیزی سے اس طرح روانہ ہو گئے جیسے
وہ اپنے گھر جا رہے ہوں۔

حضرت مصعبؓ مکہ میں داخل ہو کر سب سے پہلے رسول
کریمؐ کے مکان پر حاضر ہوئے حضورؐ سے ملاقات کر کے یثرب میں
اپنے کام کی کُل رپورٹ پیش کی۔ حضورؐ ابھی اہل یثرب کی اس کثیر تعداد
کو اسلام سے بہت دور خیال کرتے تھے۔ لیکن حضرت مصعب بن عمیرؓ
سے کُل حالات کا علم ہوا تو آپ کو بے حد خوشی ہوئی۔

اسی دوران جبکہ حضرت مصعب بن عمیرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس تھے حضرت مصعب بن عمیرؓ کی والدہ خناس بنت مالک
کو شہر میں ان کے بیٹے کے آنے کی اطلاع ملی۔ ماں کی ممتا بے تاب ہو گئی۔
کہلا بھیجا: "او نافرمان ـــ! تو اس شہر میں آیا ہے جس میں میں
موجود ہوں اور تو مجھ سے ملنے نہیں آتا"۔ حضرت مصعبؓ نے
جواب روانہ کیا "میں ایسا نہیں ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
کسی اور سے ملوں"۔ جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام
کر لیا اور جو کچھ بتانا تھا بتا چکے تو اپنی والدہ کے پاس تشریف لائے۔
ماں نے پوچھا "ابھی تک تم اسی بے دین پر قائم ہو جس پر تھے"۔
انہوں نے جواب دیا "میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں

جو اسلام ہے جس کو اللہ نے اپنے لئے اور اپنے رسول کے لئے پسند کیا ہے"
ماں نے کہا" تم نے اس بات کا کیا تشکر ادا کیا کہ میں ایک بار تمھارے حبشہ
جانے پر اور دوسری بار یثرب جانے پر تمھاری یاد میں سخت غم زدہ
ہوئی" حضرت مصعب بن عمیرؓ نے فرمایا:

"میں اپنے دین پر قائم ہوں اگرچہ کہ تم مجھے فتنہ میں ڈالو"
(یعنی ایسی محبت کی بات کہہ کر تم مجھے دین سے نہیں ہٹا سکتے) حضرت
مصعبؓ کی ماں نے انہیں قید کروا دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے
کہا: " اگر تم مجھے قید کرو گی یا کوئی مجھے روکے گا تو مجھے اس کے قتل
کرنے کی حرص ہو گی" ماں نے کہا: "جا ـــــ اپنے حال پر چلا جا"
یہ کہہ کر غم زدہ ماں رونے لگیں۔ حضرت مصعبؓ کا دل ماں کے رونے
پر بھر آیا۔ انہوں نے عاجزی کے ساتھ فرمایا: " پیاری ماں! میں
تمھارا خیر خواہ ہوں تم پر مہربان ہوں ـــــــ بس اتنا
کہہ دو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"
حضرت مصعبؓ کی ماں کو اپنے بیٹے کا اس طرح گھر بار اور عیش و
آرام چھوڑ کر اس طرح شہر شہر پھرنا سخت ناپسند تھا وہ بے حد غمزدہ اور
غصہ میں ڈوبی ہوئی تھی اس لئے انہوں نے کہا" چمکتے ستاروں کی قسم
ـــــ! میں ہرگز تیرے دین میں داخل نہیں ہونگی کہ میری رائے
کو عیب لگایا جائے اور عقل کو کمزور کہا جائے۔ میں تجھے اور تیرے

دین کو چھوڑتی ہوں (تیرا جو جی چاہے کر) مگر میں اپنے دین پر برابر قائم
رہوں گی۔"

رسول کریمؐ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت سعد بن ابی
وقاصؓ کو بھائی قرار دیا تھا اسی لئے ممکن ہے وہ اب ان کے پاس
مہمان رہے ہونگے۔ بہر حال وہ ذی الحجہ۔ محرم اور صفر مکہ میں مقیم رہے
اور صفر کے مہینے میں حضورؐ کی اجازت پا کر مستقل ہجرت کر کے مدینہ روانہ
ہوئے۔ یکم ربیع الاول کی چاند رات کو آپ مدینہ میں داخل ہو کر اپنے
گہرے دوست حضرت سعد بن معاذؓ انصاری کے مہمان ہوئے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کے نہ آنے کے دو تین دن بعد اسلامی
تاریخ کا بہت ہی اہم واقعہ بیعت عقبہ ثانی واقع ہوئی۔ اس بیعت
کے وقت حضرت مصعبؓ موجود نہ تھے کیونکہ تمام مسلمانوں کے
لئے اس وقت دشمنوں کا سخت خطرہ تھا اس بیعت کو منعقد کر
وانے اور مدینہ سے مکہ وفد لانے کا سارا کام آپؓ ہی نے کیا تھا۔ وفد
کی (حاجیوں کے کیمپ میں ٹھہرے ہوئے ہونے کی) اطلاع بھی رسول کریمؐ
کو پہنچائی تھی۔ یہ بیعت اعظمی بارہ ذی الحجہ سلہ قبل ہجری کی شب
کو ہوئی۔ بیعت کا اہتمام جس احتیاط اور رازداری سے کیا گیا اس کا اندازہ
حضورؐ کے اس حکم سے ہو سکتا ہے جو آپ قبل از قبل حاجی کیمپ میں مقیم
یثربی مسلمانوں کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ وسط ایام تشریق میں تہائی رات گزرنے

پر عقبہ میں آجاؤ جاگنے والا سونے والے کو بیدار نہ کرے جس سے ممکن ہو
آئے جو ممکن نہ ہو سکے نہ آئے۔

عقبہ کے اس تاریخی مقام پر جہاں دو سال سے رسول کریمؐ اہل یثرب سے ملاقاتیں فرما رہے تھے پھر اس بار بھی آپؐ بڑی احتیاط کے ساتھ اس طرح وہاں پہنچ گئے کہ ان کے ساتھ آئے ہوئے غیر مسلم حاجیوں کو اس کا شبہ بھی نہ ہو سکا۔ اس موقعہ پر حضرت ابوالہیثم بن التیہانؓ نے فرمایا یا رسول اللہؐ: ہم میں اور دیگر لوگوں میں حفاظتی معاہدات ہیں اور بے شک آپؐ کی خاطر ان معاہدات سے ہم علیحدہ ہو جائیں گے یعنی یہود کے ساتھ۔ پھر اللہ تعالیٰ آپؐ کو غلبہ عطا کر دے تو کیا آپؐ ہم کو چھوڑ کر اپنی قوم (یعنی مکہ والوں) کے پاس واپس ہو جائیں گے؟ حضورؐ نے اس بات کو سن کر مسکرایا اور فرمایا: بَلِ الدَّمُ الدَّمُ۔ وَالْهَدَمُ الْهَدَمُ اَنْتُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکُمْ اُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ وَ اُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ۔ تمہارا خون میرا خون تمہاری جنگ میری جنگ۔ تم مجھ سے اور میں تم سے تم جس کو امن دو گے میں اسے امن دونگا تم جس سے جنگ کرو گے میں اس سے جنگ کرونگا۔ جب رسول کریمؐ کے یثرب (مدینہ) روانہ ہونے کا وقت قریب آگیا تو حضرت مصعبؓ بھی مدینہ روانہ ہوئے اور حضورؐ کی آمد سے بارہ دن قبل اس شہر میں پہنچے۔ جب رسول اللہؐ یثرب تشریف لائے تو اہل شہر نے ممکنہ حد تک انتہائی شاندار استقبال کیا اور آپؐ کی اس شہر میں آمد کی خوشی میں شہر کا نام بدل کر "**مدینۃ النبی**" نام رکھا جو عام

بول چال میں صرف مدینہ مشہور ہو گیا۔ حضورؐ نے کچھ دن بعد حضرت انس بن مالکؓ کے والدین بی بی ام سلیمؓ اور ابو طلحہ زیدؓ انصاری کے مکان میں ایک اجتماع منعقد کر کے "مواخاۃ" کروایا یعنی ایک ایک مکی مسلمان کو ایک ایک مدنی مسلمان کا حقیقی بھائی بنا دیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ مشہور صحابی حضرت ابوایوبؓ انصاری کے بھائی بنائے گئے جن کے مکان میں خود رسول کریمؐ مہمان تھے اور آٹھ ماہ تک مہمان رہے اس طرح حضرت مصعبؓ کو دن رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا موقع حاصل رہا ہوگا۔ محدثین اور مورخین اس بارے میں بالکل خاموش ہیں کہ اپنی حیات کے ان بتیس مہینوں میں جو حضرت مصعب بن عمیرؓ نے ہجرت کے بعد مدینے میں گزارے حضرت مصعبؓ کی مصروفیات کیا رہیں۔
اس مدت میں کئی سرایہ اور غزوات واقع ہوئے ان میں سے کن کن میں آپ شریک تھے۔ اور مسجد نبوی کی تعمیر وغیرہ جیسے کاموں میں آپ نے کسقدر حصہ لیا لیکن یہ بات صاف ظاہر ہے کہ رسول کریمؐ کے ایک سچے عاشق کی حیثیت میں آپ ہر اس کام میں شریک ہونگے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک تھے۔ عروہ بن زبیرؓ نے عمر بن عبدالعزیزؓ سے ایک حدیث سنی تھی جبکہ عمر بن عبدالعزیزؓ مسجد نبویؐ کی نئی تعمیر میں مصروف تھے۔ "ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ آئے۔

ان کے جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ اسی چمڑے سے آپ نے آستین بنائی تھی اور کھال کے پیوند لگا لیئے تھے (ان کی اس تباہ حالی اور مفلسی کی کیفیت کو) اصحاب رسول کریمؐ نے دیکھا تو ترس کھا کر اپنے سر جھکا لیئے۔ ان کے پاس وہ چیز بھی نہ تھی کہ جس سے کپڑے کو بدل لیتے (یعنی اتنے مفلس ہو گئے تھے کہ کپڑے پر کپڑے کا پیوند لگانے ان کے پاس کپڑا نہ تھا) انہوں نے (حضورؐ اور صحابہ رض کو) سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور اچھی طرح ان پر اللہ کی ثناء کی (یعنی حضرت مصعب رض کو خوب دعائیں دیں) اور فرمایا: الحمد للہ دنیا کو چاہیئے کہ اپنے اہل کو بدل دے (خواہشات نفس اور عیش و آرام بلکہ ضروریات کو بھی ترک کر دے) میں نے مصعب رض کو دیکھا ہے کہ مکہ میں قریش کا کوئی جوان آدمی اپنے والدین کے پاس ان سے زیادہ ناز و نعمت والا نہ تھا۔ انہیں خیر کی رغبت نے اللہ اور رسول کی محبت میں اس ناز و نعمت سے نکال لیا۔"

اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول اللہؐ کی محبت میں حضرت مصعب بن عمیر رض نے اپنے سارے عیش و آرام کو ترک کر کے سخت مشقت اور تکلیف کی زندگی اختیار کی تھی۔ اس حدیث شریف کے راوی حضرت عمر بن عبدالعزیز رح شہنشاہِ سلطنت بنی امیہ نے بھی ایسی ہی زندگی اختیار کی تھی اور یہی طریقہ صوفیاء کرام کا بھی طریقہ

رہا ہے۔ حضرت مصعب بن عمیر رض عہد رسالت کے صوفی تھے اور ان کے اس تصوف کے قدرداں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قدردانی اور حضورؐ کی جی بھر دعائیں مل جائیں اُن کی عظمت اور مرتبہ کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا یہ شخص کوئی آپ کا قریبی رشتہ دار اور ہم عمر دوست بھی نہ تھا۔ وہ رسول اللہؐ کے خاندان کے رقیب خاندان بنی عبدالدار کے فرد تھے اور اپنی آبائی دشمنی کو پس پشت ڈال کر محبت کی یہ شدت پیدا کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی محبت اور خدمت گزاری کے ممنون و معترف تھے اور آپؐ کو بہت دعائیں دیا کرتے تھے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رض فرماتے تھے "مصعب بن عمیر رض اسلام قبول کرنے سے لے کر اُحد میں شہید ہونے تک میرے دوست اور ساتھی تھے وہ ہمارے ساتھ دونوں ہجرتوں (ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ) میں میرے رفیق تھے میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کہ ان سے زیادہ خوش اخلاق اور ان سے زیادہ کم اختلاف ہو" حضرت عامر بن ربیعہ رض اور ان کی زوجہ محترمہ بی بی لیلی بنت حثمہ رض اس دور میں اسلام قبول فرمائے تھے جبکہ حضرت عمر فاروق رض اسلام سے بہت دور تھے ایسے اعلیٰ مرتبے کے صحابی نے حضرت مصعب بن عمیر رض کی

یہ خوبیاں اس وقت بیان کی ہیں جب کہ مدینہ اصحاب رسول کریمؐ
سے بھرا ہوا تھا اور ایک سے بڑے ایک آفتاب سے شہر جگمگا
رہا تھا اور ان آفتابانِ مہرتاب میں حضرت مصعب بن عمیرؓ
اپنے اخلاق میں ممتاز تھے۔

حضرت عمر بن حصینؓ کا بیان ہے کہ جب جنگ بدر واقع
ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا جھنڈا جو مہاجرین
کا جھنڈا تھا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس تھا۔ ایک اور
روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن عریش سے
اتر کر صحابہؓ سے پوچھا دشمن کی فوج کا جھنڈا کون اٹھائے ہوئے
ہیں ــــــ؟ صحابہؓ نے عرض کیا بنی عبدالدار اٹھائے ہوئے
ہیں تو آپ نے حکم دیا میرا جھنڈا مصعب بن عمیر کو دے دو۔ (حضورؐ
غالباً دشمن کو بتانا چاہتے تھے کہ مدینہ کے لشکر میں بھی بنی عبدالدار
کے بہادر لوگ موجود ہیں جو ان سے خوب ٹکر لیں گے) اس طرح جنگ
بدر کے علمبردار اعظم جو خاص پرچم رسول کریمؐ اٹھائے ہوئے تھے
وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے البتہ ذیلی پرچم دیگر صحابہؓ کو دیئے
گئے تھے۔ جن میں سے ایک پرچم حضرت علیؓ کے پاس بھی تھا۔ اس
دور کی جنگوں میں علمبردار کو خصوصی عزت و اہمیت ہوا کرتی تھی اور
بدر جیسی عظیم جنگ جس کے شہداء اور غازیان کے اگلے پچھلے تمام گناہ

معاف کر کے اللہ تعالیٰ نے ہر مواخذہ سے بری قرار دیا تھا ان کے علمبردار
حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے۔ یہ پہلی عظیم جنگ رسول کریمؐ کے ساتھ
اصحابؓ رسول کریمؐ کی محبت اور جاں نثاری کا امتحان تھی اور اس
امتحان میں کامیاب ہونے والوں کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیرؓ
تھے۔ بدر کے شہداء کی تعداد چودہ ہے جن میں چھ مہاجر، آٹھ انصاری
پانچ قبیلۂ اوس کے اور تین قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے تھے

مہاجرین شہداء	اوسی شہداء	خزرجی شہداء
۱۔ حضرت عبیدہ ابن حارثؓ ہاشمی	۷۔ حضرت سعد بن خیثمہؓ انصاری	۱۲۔ حضرت حارثہ بن سراقہؓ انصاری
۲۔ حضرت عمرو بن ابی وقاصؓ زہری	۸۔ حضرت مبشر بن منذرؓ انصاری	۱۳۔ حضرت عوف بن عفراؓ انصاری
۳۔ حضرت ذوالشمالینؓ	۹۔ حضرت زید بن حارث بن عمرؓ انصاری	۱۴۔ حضرت معوذ بن عفراؓ انصاری
۴۔ حضرت عاقل بن بکیرؓ	۱۰۔ حضرت عمیر بن حمامؓ انصاری	
۵۔ حضرت مہجعؓ غلام عمر فاروقؓ	۱۱۔ حضرت رافع بن معلیؓ انصاری	
۶۔ حضرت صفوان بن بیضاءؓ		

جنگ بدر میں مکی فوج کے بہت سے سپاہی لشکرِ رسول کریمؐ کے
ہاتھ قید ہوئے تھے جن میں رسول کریمؐ کے چچا عباس بن عبدالمطلبؓ
رسول کریمؐ کے بڑے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ، حضرت ابوبکرؓ کے
صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، حضرت عمرؓ کے ماموں عاص
بن ہشام، حضرت علی کے بڑے بھائی عقیل بن ابی طالبؓ وغیرہ تھے ان ہی

میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی حضرت ابوعزیز بن عمیرؓ بھی تھے۔ رسول کریمؐ کے حکم سے ایک انصاری صحابی ابوعزیز بن عمیر کو باندھ رکھے تھے (شاید جب اہل انصار کو معلوم ہوا کہ یہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی ہیں تو) انصار نے ابوعزیز کی خوب خاطر مدارات کی اور انھیں اچھی اچھی غذائیں کھلاتے تھے۔ ایک بار حضرت مصعب بن عمیرؓ کا گزر ان انصاری صاحب کے مکان کی طرف سے ہوا جہاں ابوعزیز بندھ رکھے گئے تھے۔ آپؓ نے بھائی کو دیکھا تو انصاری صحابی سے فرمایا اس کو اچھی طرح باندھ رکھو اس کی ماں بہت دولت مند ہے وہ بھاری رقم ادا کر کے اس کو چھڑائے گی۔ اور اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ ذرہ برابر ہمدردی کا اظہار نہیں فرمایا کیونکہ وہ رسول کریمؐ اور مسلمانوں سے لڑنے آئے تھے۔ اس طرح حضرت مصعب بن عمیرؓ نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنے سارے ناطے رشتے توڑ لیے تھے اور کسی رشتہ دار سے رسول کریمؐ کے مقابلے میں رعائت کرنے تیار نہ تھے۔

بدر سے ایک سال بعد ۳ھ میں جنگ احد واقع ہوئی۔ اس موقع پر بھی حضرت مصعب بن عمیرؓ لشکر رسول کریمؐ کے علمبردار مقرر ہوئے۔ اُحد میں مکہ والوں نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے ایک سال کی بھرپور تیاری کے ساتھ مدینے پر حملہ کیا اس مرتبہ وہ لڑنے والی فوج کو جوش دلانے اپنی عورتیں بھی ساتھ لائے تھے اور انھیں نغمے گا کر فوج کی ہمت بڑھانے

مقرر کیا تھا ان عورتوں میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی والدہ خُناس بنت مالک بھی بیٹے کے چھوٹ جانے کے انتقام میں میدانِ جنگ آئی تھیں۔ رسول کریمؐ کے لشکر میں ان کے دو بیٹے حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت ابوروم بن عمیرؓ شامل تھے۔ دیگر عورتوں میں ۱۔ ہند بنت عتبہ (امیر معاویہ کی ماں) ۲۔ فاطمہ بنت ولید (خالد بن ولید کی بہن) ۳۔ ام حکیم (عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی) ۴۔ رابطہ (زوجہ عمرو بن العاص) ۵۔ برزہ بنت مسعود (سردار طایف کی بیٹی) قابلِ ذکر تھیں۔

جب جنگ شروع ہوئی یہ عورتیں دف بجاتی ناچتی گاتی اپنی فوج کی ہمت بڑھا رہی تھیں لیکن پہلے ہی حملے میں مکی فوج کے قدم اکھڑ گئے گانے والیاں اور لڑنے والے دونوں بھی میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ جب وہ دور بھاگ گئے تو مدنی فوج ان کا مال جمع کرنے لگی۔ میدان جنگ کے پچھلے حصہ میں رسول کریمؐ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ انصاری کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کو ایک گھاٹی کی حفاظت کے لیے مقرر کیا اور اور تا حکم ثانی مقام سے نہ ہٹنے کی ہدایت دی لیکن چالیس تیر انداز دشمن سے مال چھیننے گھاٹی سے ہٹ گئے۔ دشمن نے گھاٹی خالی پا کر احد پہاڑ کا چکر لگا کر گھاٹی کے راستہ مدنی لشکر کی پیٹھ پر حملہ کر دیا حضرت عبداللہ بن جبیرؓ انصاری اور ان کے دس ساتھی دشمن کو روکنے کی کوشش میں کٹ کٹ کر ٹکڑے ہو گئے غیر متوقع طور پر پیچھے سے حملہ ہوا تو مدنی لشکر میں ہراسانی اور انتشار کی کیفیت

طاری ہوئی۔ لیکن حضرت مصعب بن عمیرؓ پرچم رسول کریمؐ کو اٹھائے ہوئے
میدان جنگ میں ڈٹے رہے۔ کفار کی فوج کا ایک سوار ابن قمیہ اللیثی حضرت
مصعب پر حملہ آور ہوا اور ان کا سیدھا ہاتھ تلوار مار کر کاٹ دیا وہ اس
وقت حسب ذیل فقرے نعروں کی طرح زور زور سے بول رہے تھے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قد خلت من قبله الرسل
اَفَاِن مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ
فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا اور بائیں ہاتھ سے جھنڈا بلند رکھا۔ ابن قمیہ نے دوسرا وار کر
کے بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ وہ پھر کہنے لگے وما محمد الا رسول قد خلت
من قبله الرسل محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے اللہ
کے رسول گزر چکے ہیں۔ اگر وہ مرجائیں یا قتل ہوجائیں تو کیا
تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پلٹ جائے وہ
اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

اس وقت آپ نے جھنڈے کو اپنے سینے کے سہارے بلند رکھا۔ ابن
قمیہ نے تیسرا وار نیزے سے کیا جو ان کے جسم میں ٹھونس ڈالا۔ نیزہ
ٹوٹ گیا حضرت مصعب بن عمیرؓ گر پڑے رضی اللہ عنہ و
رضوا عنہ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مورخ ابن اثیر نے لکھا ہے: وَقَاتَلَ مُصْعَبُ بْنُ
عُمَيْرٍؓ وَمَعَهُ لِوَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ فَقُتِلَ، قَتَلَهُ ابْنُ قَمِيَّةَ

اللَّيْثِي وَهُوَ يَظُنُّ اَنَّهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَرَجَعَ
اِلٰى قُرَيْشٍ وَقَالَ قَتَلْتُ مُحَمَّدًا۔ فَجَعَلَ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ
قُتِلَ مُحَمَّدٌ۔ قُتِلَ مُحَمَّدٌ (مصعب بن عمیرؓ قتل کیے گئے ان
کے ساتھ مسلمانوں کا پرچم تھا۔ ان کو ابن قمیہ اللیثی نے قتل کیا وہ سمجھا
تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ قریش کے پاس پلٹ کر گیا
اور کہا میں نے محمدؐ کو قتل کیا ہے۔ پس لوگ کہنے لگے محمدؐ قتل ہوگئے
محمدؐ قتل ہوگئے)

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ رسول کریمؐ
کی محبت میں اسقدر شدید ہوگئے تھے کہ اپنی چال ڈھال، صورت شکل
میں رسول کریمؐ معلوم ہوتے تھے اسی لیئے ابن قمیہ حضرت مصعب
بن عمیرؓ کو رسول کریمؐ سمجھ بیٹھا اور یہ غلط افواہ مشہور ہوگئی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں۔

مورخ ابن سعد نے حضرت ابراہیم بن محمد کی روایت ان کے
والد سے بیان کی ہے یہ آیت

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قبله الرسل

اس وقت تک نازل نہیں ہوئی تھی اس واقعے کے بعد نازل ہوئی۔ اگر یہ
حدیث صحیح ہے تو بے حد عجیب وغریب واقعہ ہے کہ جو آیت رسول اللہؐ

پر نازل نہ ہوئی ہو وہ اللہ کی مہربانی سے خادم رسول اللہ کو معلوم کر دی
گئی۔ دراصل یہ وہ رجز (جنگی شعر) تھے جو حضرت مصعب بن عمیرؓ
ابن قمیہ کے حملے کے وقت پڑھ رہے تھے اور اس جاں نثار
رسولؐ کا جنگی شعر یا ترانہ اللہ رب العالمین کو اسقدر پیارا معلوم ہوا کہ
انہوں نے اسکو اپنا کلام بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر دیا جیساکہ
سابق انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے افراد کے کلام کو بھی
کلام بنا کر نازل کیا گیا ہے۔

جب حضرت مصعب بن عمیرؓ پوری طرح زخمی ہو کر زمین پر
گرے اور شہید ہو گئے تو بنی عبدالدار کے دو آدمی سویط بن سعد اور
ابو روم بن عمیرؓ جھنڈا تھامنے آگے بڑھے اس وقت حضرت مصعب
کے بھائی ابو روم بن عمیرؓ نے پرچم تھام لیا۔ وہ جنگ کے خاتمے تک
اس کو اٹھائے رہے۔ جب مسلمان مدینہ واپس ہوئے تو وہ اسے لئے
ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے۔

جنگ کے خاتمہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کی تدفین
فرماتے ہوئے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے جنازے پر آئے۔ عبید بن
عمیر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصعب بن عمیرؓ کے
پاس کھڑے ہوئے جو اس وقت منہ کے بل (خون آلود حالت میں زمین پر)
پڑے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔

مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا
وہ سچ کر دکھایا۔ پھر فرمایا: رسول اللہؐ کی حیثیت میں گواہی دیتا
ہوں کہ قیامت کے دن تم اللہ کے نزدیک شہادت دینے والے
لوگ ہو (شہادت کا مرتبہ پانے والے لوگ ہو) اس کے بعد
آپ دیگر اصحابؓ کی طرف متوجہ ہوئے (اس وقت وہاں بہت
ہی عظیم المرتبہ صحابہؓ جیسے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ
حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ وغیرہ موجود تھے) اور آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان عظیم المرتبہ بزرگوں کو مخاطب کر کے) فرمایا:
"لوگو ــــ! ان کی زیارت کرو، ان کے پاس آؤ، ان کو سلام کرو کیونکہ
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت
تک ــــ جو سلام کرنے والا انہیں سلام کرے گا یہ ضرور اس
کے سلام کا جواب دیں گے۔"

حضورؐ نے متذکرہ بالا ارشاد اس وقت فرمایا جبکہ آپؐ حضرت
مصعب بن عمیرؓ کے جنازے کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ اور
آپؐ کے اطراف میں احد کے شہیدوں کے جنازے بکھرے ہوئے تھے۔
غور کا مقام ہے ــــ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
کس کی زبان سچ بولتی تھی ــــ؟ اور آپ احد کے شہیدوں اور

خاص کر حضرت مصعب بن عمیرؓ کی لاش کے بارے میں فرمارہے تھے کہ قیامت تک جو سلام کرنے والا (ان لاشوں کے زمین میں دفن ہو جانے کے ہزاروں برس بعد بھی) ان کو سلام کرے گا تو ان شہیدوں کی لاشیں زمین کے اندر سے ان کے سلام کا جواب دیں گی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا سرٹیفکیٹ ہے کہ اللہ نے اُحد کے شہیدوں کو حیات جاوداں عطا کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ سے حیات جاوداں کا انعام پانے والوں میں حضرت مصعب بن عمیرؓ بہت ہی ممتاز ہیں۔

حکم رسولِ کریمؐ کی تعمیل میں ہم پر لازم ہو چکا ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ اور دیگر شہداءِ اُحد جیسے حمزہ بن عبد المطلبؓ، حضرت عبد اللہ بن جحشؓ، حضرت سعد بن ربیعؓ انصاری، حضرت انس بن نضر انصاریؓ اور حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ انصاری وغیرہ پر سلام بھیجیں اور ان کی یاد اپنے گھروں میں تازہ رکھیں۔ ۷ر شوال کا یادگار دن جس دن ستر اصحاب رسول کریمؐ اللہ کی راہ میں اور حفاظت رسول کریمؐ میں اپنی جانیں قربان کئے ہیں اس دن کو یوم شہدائے عظام منائیں۔ ۷ر شوال کب آتی ہے اور کب جاتی ہے ملت کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔۔۔!

حالانکہ پیرانِ پیران، خواجگان خواجگان، اکابر اولیاء اللہ اور سب سے بڑھ کر محبوب رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم وہی لوگ ہیں جو ۱۷ر رمضان (یوم بدر) ۷ر شوال (یوم اُحد) شہید ہوئے زندۂ جاوداں بن گئے۔

وہی مرتبہ ان کا بھی ہے جو ان دو موقعوں پر غازی بنے۔

ابراہیم بن محمد شرجیل العبدری نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ نرم کھال والے۔ خوبصورت بال والے۔ نہ اونچے نہ پست قد تھے۔ ہجرت کے بتیسویں مہینے میں جب کہ چالیس سال سے کسی قدر زیادہ تھے اُحد میں شہید ہوئے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہوئے ان کو کفن پہنایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمھیں کہ میں دیکھا کہ وہاں تم سے زیادہ باریک کپڑے پہننے والا اور خوبصورت بال والا نہ تھا اب تم ایک چادر میں پراگندہ سر ہو۔" اس کے بعد حکم فرمایا دفن کیے جائیں قبر میں ان کے بھائی ابو روم بن عمیرؓ، حضرت عامر بن ربیعہ اور سوئیبط بن سعد بن حرملہؓ اترے۔

حضرت خبابؓ بن الارتؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی جس سے ہم اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے۔ اللہ پر ہمارا اجر واجب ہو گیا ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس طرح گذر گئے کہ انہوں نے اپنے اجر میں کچھ نہ کھایا (یعنی آگے کے دور میں مال غنیمت اور دولت حاصل ہوئی اس میں سے انہیں جلد شہید ہو جانے کے سبب کچھ نہ ملا) ان ہی میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جو یوم احد شہید ہوئے۔ ان کے لئے اس وقت

ایک کمبل کے سوا کوئی چیز نہ ملی کہ انھیں کفن پہنایا جاتا۔ جب ہم اسے سر پر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں پر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو اس وقت حضرت مصعب بن عمیرؓ کے جنازۂ مبارک کو دفن کروانے مزار کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے) فرمایا "وہ حصہ جو سر کے پاس ہے اسے سر پر کر دو اور ان کے پاؤں پر اذخر (ایک قسم کی گھاس) ڈال دو" اور ہم میں بعض وہ ہیں جن کے پھل پک گئے وہ انہیں کاٹتا ہے (یعنی حضرت مصعب بن عمیرؓ نے دنیا میں اپنی دینی اور جہادی خدمت کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جب کہ وہ صحابہؓ جو دیر تک زندہ رہے انہیں دنیا میں بھی خوب دولت حاصل ہوئی) اس طرح صحابہؓ اپنی ساری زندگی حضرت مصعب بن عمیرؓ کا ایک چھوٹی سی چادر میں دفن ہونا بھول نہ سکے۔

حضرت ابراہیمؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس افطار کے وقت کھانا لایا گیا یعنی گوشت اور روٹی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روزہ دار تھے۔ (اس لذیذ طعام کو دیکھ کر فرمائے) شہید ہوئے مصعب بن عمیرؓ اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ وہ صرف ایک چادر میں اس طرح کفنائے گئے کہ سر ڈھانکا جاتا تو پیر کھل جاتے تھے اور پیر ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ اور شہید ہوئے حمزہؓ (ابن عبدالمطلب) وہ بھی مجھ سے بہتر تھے وہ

بھی ایک چادر میں کفنائے گئے۔ پھر ہمارے لئے وسیع ہو گئی دنیا۔ ہم کو دنیا اسقدر ملی کہ ہم نے خوف کیا کہ کہیں ہماری نیکیوں کا ثواب ہمیں دنیا ہی میں نہ دے دیا گیا ہو ——! پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی ان صحابہ میں سے ہیں جو دنیا میں جنت کی خوشخبری پا چکے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تمام شہداء کی تدفین کے بعد تشریف لائے تو حضرت مصعب بن عمیرؓ کی زوجۂ محترمہ بی بی حمنہ بنت جحشؓ (جو حضرت عبدالمطلب کی نواسی اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپی بی بی اُمیمہ کی بیٹی تھیں) حضورؐ کے پاس جنگ کے حالات دریافت کرنے آئیں انہیں بتایا گیا کہ ان کے بھائی عبداللہ بن جحش شہید ہو گئے۔ بی بی حمنہ نے انا للہ پڑھ کر دعائے مغفرت کی۔ پھر انھیں بتایا گیا کہ ان کے ماموں حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب شہید ہو گئے ہیں تو انا للہ پڑھا اور مغفرت کی دعا کی جب بی بی حمنہ کو یہ بتایا گیا کہ ان کے شوہر حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے ہیں تو بے اختیار ان کے منہ سے چیخ نکل گئی اور وہ رونے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورت کے دل میں شوہر کے لیے خاص جگہ ہوتی ہے" حضرت مصعبؓ کو ایک صاحبزادی بی بی زینب بنت مصعبؓ تھیں جو حضرت مصعبؓ کی شہادت پر یتیم ہو گئیں۔

جناب غلام محمد نظام الدین مغربی کی دیگر کتابیں

- ترجمہ سورۂ انعام (قرآن مجید) — دو روپیے
- سیرۃ حضرت مُصعب بن عمیر رضؓ — دو روپیے
- سیرۃ حضرت مُعاذ بن جبل رضؓ — دو روپیے
- سیرۃ حضرت انس بن مالک رضؓ — دو روپیے
- سیرۃ حضرت امام بخاری رحؒ — دو روپیے
- تاریخ آندھرا پردیش — دس روپیے
- ادر تنگبھدرا بہتا رہا — دس روپیے

ملنے کا پتہ

حضرت ابوھریرہ رضؓ اکیڈیمی

بیت المدینہ۔ باغ عام روڈ

حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱ اے، پی

انڈیا